



سوال

(50) صحیح اور غلط عقیدہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صحیح اور غلط عقیدہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صحیح اور غلط عقیدہ

الحمد للہ وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده، وعلی آله وصحبه۔ اما بعد:

جب صحیح عقیدہ، دین اسلام کی اصل اور ملت اسلامیہ کی اساس ہے، تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آج کے درس کا یہی موضوع ہو۔ کتاب و سنت کے شرعی دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اعمال و اقوال صرف اسی وقت صحیح اور مقبول قرار پاتے ہیں جب عقیدہ صحیح ہو، اور اگر عقیدہ صحیح نہ ہو تو پھر تمام اعمال و اقوال باطل قرار پاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَخْضَرْ بِالْأَيْدِي أُمَّةً فَتَحَطَّ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(المائدہ ۵/۵)

(اور جو شخص ایمان کا منکر ہو، اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔)

نیز فرمایا:

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكَتَ لَيَجْعَلَنَّ عَمَلَكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر ۳۹/۶۵)

(اور) اے محمد! ﷺ یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں



میں سے ہو جاو گے۔)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور سنت رسول امین علیہ من ربہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ثابت ہے کہ صبح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر کے ساتھ ایمان لایا جائے۔ صبح عقیدہ کے یہ چھ امور، وہ اصول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب عزیز میں بیان کیا گیا ہے اور یہی اصول دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ تمام امور غیب اور وہ تمام امور جن کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے، کے ساتھ ایمان لانا بھی انہی اصولوں ہی کے برگ و بار ہیں۔ ان چھ اصولوں سے متعلق کتاب و سنت کے دلائل بہت زیادہ ہیں، مثلاً۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُواؤُكُمْ بَلْ الْقِيَامَةُ بِمَا آتَاكُمْ مِنَ الْمَرْغَبِ وَالْمَرْغَبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآلِهَاتِهِمَا وَلَهُ غَيْرَ مُتَّبِعِينَ (البقرة ۱۷۷)

(نہی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیک تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔)

اور فرمایا : آمَنَ الرُّسُلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا تَنفِرُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ رُسُلُهُ (البقرة ۲۸۵)

(رسول اللہ ﷺ)، اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی، یہ سب اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔)

مزید فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَذَلِكُمْ ضَلَالٌ لَّابِيعِدَا (النساء ۱۳۶)

(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول ﷺ پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کی ہے اور ان کتابوں پر جو اس نے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، (ان سب پر) ایمان لاؤ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور روز قیامت سے انکار کرے، تو وہ بہت ہی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (الحج ۷۰)

(کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ اس کو جانتا ہے، یہ (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے، بے شک یہ سب اللہ کے لئے آسان ہے۔)

ان اصولوں پر دلالت کرنے والی احادیث صحیحہ بھی بہت زیادہ ہیں مثلاً مشہور صحیح حدیث ہے، جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔)۔۔۔ الحدیث۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی آخرت اور دیگر امور غیب جن کا اعتقاد رکھنا ایک مسلمان کے لئے واجب ہے، وہ انہی اصولوں کی شاخیں ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی پر ایمان لانے میں یہ بھی شامل ہے کہ اس بات پر بھی ایمان لایا جائے کہ صرف اور صرف وہی معبود حقیقی اور مستحق عبادت ہے، اس کے سوا کوئی اور اس بات کا ہرگز مستحق نہیں ہے کیونکہ وہی بندوں کا خالق ہے، ان پر احسان کرنے والا، انہیں رزق دینے والا اور ان کے ظاہر باطن کو جاننے والا ہے، وہ فرماں برداروں کو ثواب اور نافرمانوں کو عذاب دینے پر قادر ہے، اسی عبادت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا اور انہیں اس عبادت کا حکم دیا، جیسا کہ اس



نے ارشاد فرمایا ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۚ ۵۶ نَارِيذُ مِثْمُ مَنْ رَزَقِي وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُلْعَبُونَ ۚ ۵۷ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ (الذاریات ۵۸/۵۶/۵۱)

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں، میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے (کھانا) کھلائیں، اللہ ہی تو سب کا روزی رساں، زور آور (اور) مضبوط ہے۔)

ارشاد ربانی ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۚ ۲۱ الَّذِي يَعْلَمُ لَكُمْ الْآرْضَ فَرَشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْهَلُوا اللَّهَ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة ۲۱-۲۲)

(اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو، جس نے تمہارے لئے زمین کو نکھوٹا اور آسمانوں کو پھٹت بنایا اور آسمان سے بارش برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع اقسام کے میوے پیدا کئے، خبردار! کسی کو اللہ کا شریک مت بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔)

اللہ تعالیٰ نے اسی حق کو بیان فرمانے اور اس کی طرف دعوت دینے کے لئے ہی تمام رسولوں کو مبعوث اور کتابوں کو نازل فرمایا اور اس کے متضاد عقیدہ رکھنے سے ڈرایا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل ۳۶/۱۶)

"اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے بچو۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۵/۲۱)

"اور آپ سے پہلے جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں لہذا (تم سب) میری ہی عبادت کرو۔"

مزید فرمایا :

الر كِتَابُ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۚ ۱ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْ ذِيذِيرٍ وَبَشِيرٍ (هود ۱۱-۲)

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور اللہ حکیم و خبر کی طرف سے بالتفصیل بیان کر دی گئی ہیں (وہ یہ) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔"

اس عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ بندوں نے عبادت کی جن جن صورتوں کو بھی اختیار کیا ہے، مثلاً دعا، خوف، امید، نماز، روزہ، زنج، ہذرو وغیرہ، ان تمام اقسام کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی کے لئے اس طرح مخصوص کر دیا جائے کہ بندہ اس معبود حقیقی کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرے تو اس کا شوق بھی دامن گیر ہو، اس کا خوف دل میں ہو تو اس سے کمال درجہ کی محبت بھی ہو اور اس کی عظمت کے سامنے انسان عجز و انکساری کی بھی انتہا کر دے۔ قرآن کریم کا اکثر و بیشتر حصہ، دین کے اسی عظیم الشان اصول کی تشریح و توضیح کے بارے میں نازل ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :



فَاغْبِذَ اللَّهُ تَخْلُصًا لَهُ الدِّينَ ۚ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (الزمر ۲/۳۹-۳)

"اللہ کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک) سے خالص کر کے، دیکھو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے۔"

اور فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِنِّيَ (الاسراء ۲۳/۱۷)

"اور تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔"

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الفافر ۱۲/۳۰)

"اللہ کی عبادت کو خالص کر کے صرف اسی کو پکارو اگرچہ کافر برا ہی مانیں۔"

صحیح بخاری و صحیح مسکم میں حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔"

اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر ایمان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان تمام فرائض و واجبات پر بھی ایمان لایا جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے مثلاً اسلام کے ظاہری ارکان خمسہ (۱) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۵) اگر زادہ رہے تو بیعت اللہ شریف کا حج کرنا۔ دیگر فرائض جن کا مطہرہ نے حکم دیا ہے اور ان سب میں سے اہم اور اعظم رکن یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" کی شہادت کا یہ تقاضا ہے کہ عبادت اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی جائے اور غیر اللہ کی عبادت کی نفی کر دی جائے چنانچہ "لا الہ الا اللہ" کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس انسان، فرشتہ، جن یا کسی اور ہستی کی عبادت کی جائے، وہ معبود باطل ہے جب کہ معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے:

ذَٰلِكَ بَٰرَأَ اللَّهُ الْبُغْثَ وَأَنَّا نُبْذِلُ الْغُثَّ وَنَرْفَعُ الْخُلَّ (الحج ۲۲/۶۲)

(یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور (کافر) جس چیز کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ باطل ہے۔)

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس عظیم اصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا اور ان کو یہی حکم دیا ہے، اسی اصول کو لوگوں تک پہنچانے اور انہیں سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو مبعوث کیا اور اپنی کتابوں کو نازل فرمایا ہے۔ اس پر خوب اچھی طرح غور فکر فرمائیے تاکہ آپ کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت دین کے اس اہم اصول کے بارے میں کس قدر زبردست جہالت میں مبتلا اور غیر اللہ کی عبادت میں مصروف ہے، انہوں نے وہ حق جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا، غیر اللہ کو دے دیا۔ فائدہ المستعان!

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہی اس کائنات کا خالق، اس کے امور و معاملات کا مدبر اور جس طرح چاہے اپنے علم و قدرت کے ساتھ تصرف کرنے والا ہے۔ وہی دنیا و آخرت کا مالک اور تمام کائنات کا رب ہے، اس کے سوا کوئی خالق ہے نہ رب، اسی نے اپنے بندوں کی اصلاح اور انہیں ایسے امور کی دعوت دینے کے لئے، جن میں ان کی دنیا و آخرت کی نجات اور کامیابی کا راز مضمر ہے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور اپنے پاس سے کتابیں نازل فرمائیں

اور ان تمام امور میں وہ وحدہ لا شریک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (الزمر ۶۲/۳۹)

(اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔)

اور فرمایا : إِنَّ رَبَّنَا الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلُ النَّارَ يَطْلُبُ عَلَيْهَا حَشِيشًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف ۵۴/۷)

"یقیناً تمہارا پروردگار (اللہ ہی ہے) جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، وہی رات سے دن کو ڈھانپ (پھپھا) دیتا ہے، وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا، سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔"

ایمان باللہ میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ کے ان اسماء حسنی اور صفات علیا پر بھی ایمان رکھا جائے جو اس کی کتاب عزیز میں وارد ہیں اور اس کے رسول امین ﷺ سے ثابت ہیں اور پھر کسی تحریف، تعطیل، تکلیف اور تمثیل کے بغیر ایمان لایا جائے اور جس طرح یہ اسماء و صفات، کتاب و سنت میں وارد ہیں ان پر اسی طرح بلا کیف ایمان لایا جائے اور یہ جن عظیم معانی پر مشتمل ہیں ان پر بھی ایمان لایا جائے کہ یہ درحقیقت اللہ عزوجل کے وہ اوصاف ہیں جن کے ساتھ اسے اس طرح موصوف قرار دینا واجب ہے جس طرح اس کی ذات گرامی کے شایان شان ہے، نیز یہ بھی واجب ہے کہ ان کی کوئی ایسی تاویل نہ کی جائے کہ جس سے کسی صفت کی، مخلوق کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہو، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے :

الیس کثلہ شیء و ہوا لسمیع البصیر (الشوریٰ ۱۱/۴۲)

(اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔)

اور فرمایا :

فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۷۴/۱۶)

(لوگو! اللہ کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔)

یہ ہے اہل سنت والجماعت، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا عقیدہ، جسے امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المقالات عن اصحاب الحدیث و اہل السنۃ" میں اور کئی دیگر اہل علم و ایمان نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہری و مکحول سے آیات صفات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ "ان پر اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح یہ وارد ہیں" ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک، اوزاعی، لیث بن سعد اور سفیان ثوری رحمہم اللہ سے ان اخبار کے بارے میں پوچھا گیا جو صفات سے متعلق وارد ہیں تو ان سب نے فرمایا "ان کو اسی طرح بلا کیف مانو جس طرح یہ وارد ہیں۔" امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں "ہم بہت سے تابعین کی موجودگی میں یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے، نیز ہم ان تمام صفات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن کا سنت میں ذکر ہے" جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ربیع بن ابی عبد الرحمن سے استواء کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "استواء غیر مجہول ہے، اس کی کیفیت غیر معقول (عقل میں نہ آنے والی) ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر پہنچا دیا اور اب ہم پر فرض ہے کہ اس کی تصدیق کریں۔" اور جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "استواء معلوم ہے، کیفیت مجہول ہے، اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے" پھر آپ نے سائل سے کہا تم مجھے برے آدمی معلوم ہوتے ہو اور پھر آپ کے حکم سے اسے باہر نکال دیا گیا۔ یہی معنی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ



بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کو پہنچتے ہیں کہ وہ ساتوں آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر ہے اور اپنی مخلوق سے جدا ہے۔" اس موضوع سے متعلق ائمہ کرام کے ارشادات بہت زیادہ ہیں اور ان سب کو اس لیچر میں ذکر کرنا ممکن نہیں ہے، جو شخص ان میں سے اکثر اقوال پر مطلع ہونا چاہئے اسے چاہئے کہ ان کتب کا مطالعہ کرے جو علماء سنت نے اس موضوع پر لکھی ہیں مثلاً عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب السنہ" امام جلیل محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی "التوحید" ابو القاسم لاکانی طبری رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب السنہ" ابو بحر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "السنہ" اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اہل حماء کے سوال کا جواب۔ آپ کا یہ جواب بہت عظیم اور کثیر فوائد پر مشتمل ہے، جس میں آپ نے اہل سنت کے عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے اور عقیدے کی صحت پر آپ نے ائمہ کے کلام اور شرعی و عقلی دلائل کو کثرت سے نقل فرمایا ہے اور اہل سنت کے مخالفین کے اقوال کو باطل قرار دیا ہے، اسی طرح آپ کا وہ رسالہ جو "تد میریہ" کے نام سے موسوم ہے، اس میں بھی آپ نے اس موضوع پر بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھا اور نقلی و عقلی دلائل کے ساتھ اہل سنت کے عقیدے کو بیان فرمایا ہے اور مخالفین کی اس انداز سے تردید کی ہے کہ اہل علم میں سے جو بھی اس پر صالح مقصد اور معرفت حق کی رغبت کے ساتھ غور کرے گا تو اس کے سامنے حق اور باطل میں امتیاز نمایاں ہو جائے گا نیز جو بھی شخص اسماء صفات کے بارے میں اہل سنت کے عقائد کی مخالفت کرے گا، وہ درحقیقت نقلی اور عقلی دلائل کی مخالفت کرے گا اور جو کچھ وہ ثابت کرنا چاہے یا جس کی نفی کرنا چاہے، اس سلسلے میں وہ واضح تناقض میں مبتلا ہو جائے گا۔

اہل سنت والجماعت نے اللہ تعالیٰ کے لئے صرف وہی کچھ ثابت کیا ہے جو اس نے اپنے لئے اپنی کتاب کریم میں ثابت کیا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنی سنت صحیحہ میں ثابت کیا ہے۔ اہل سنت اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا کسی تمثیل کے بغیر اثبات کرتے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس کی مخلوق کے ساتھ مشابہت سے اس طرح تنزیہ (پاکیزگی بیان) کرتے ہیں کہ جس سے تعطیل (صفات الہی کا انکار) بھی لازم نہ آئے، متناقص پیدا نہ ہو اور تمام دلائل کے مطابق عمل بھی ہو جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بھی اپنے ان بندوں کے بارے میں یہی سنت ہے جو اس حق کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ وہ حق کو تھمنے کی مقدور بھر کو شش کرتے اور اسے اخلاص کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ڈھونڈتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں حق اختیار کرنے کی توفیق عطا فرماتا اور ان کے دلائل کو غلبہ عطا فرمادیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

بَلْ تَقْتَفِیْ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فِیْهِ مَضْرُوبٌ فَادَّٰهُوَ زَآئِجٌ (الانبیاء ۲۱/۱۸)

((نہیں) بلکہ ہم سچ کو، جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔)

نیز فرمایا : وَلَا یَاۡتِیْکَ بِشَیْءٍ اِلَّا جُنَکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنُ تَفْسِیْرًا (الفرقان ۲۵/۲۳)

((اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب واضح جواب بھیج دیتے ہیں۔))

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر میں حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ :

اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتِّیْنِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (الاعراف ۷/۵۴)

((یقیناً تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو کچھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہوا۔))

کی تفسیر میں بہت لمبا انداز اختیار کیا ہے، عظیم فائدہ کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہاں نقل کر دیا جائے، حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ "اس مقام کی تفسیر میں لوگوں کے بہت سے اقوال ہیں لیکن ہم ان سب کو یہاں بیان نہیں کر سکتے، بس ہم اس مقام کی تفسیر میں وہ مذہب اختیار کریں گے جو سلف صالحین مالک، اوازعی، ثوری، لیث بن سعد، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ اور قدیم و جدید دیگر ائمہ مسلمین کا ہے اور وہ یہ کہ اس آیت کو اسی طرح لیا جائے جس طرح یہ وارد ہے، نہ استواء کی کیفیت بیان کی جائے، نہ تشبیہ دی جائے اور نہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو معطل قرار دیا جائے۔" "مشہین" (تشبیہ دینے والے) کے ذہنوں میں جو بات بظاہر آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے پاک ہے کیونکہ مخلوق میں سے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مشابہت نہیں رکھتی ((اللس کشہ شئی و ہوا السمع البصیر)) بلکہ بات درحقیقت اس طرح ہے جس طرح ائمہ کرام مثلاً نعیم بن حماد



خزاعی۔۔۔۔۔ استاد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔۔ نے فرمائی ہے کہ "جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہے۔ جس نے اس صفت کا انکار کیا جو اللہ نے اپنی ذات گرامی کے بارے میں بیان فرمائی ہے، وہ بھی کافر ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی جو صفت بیان فرمائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جو صفت بیان فرمائی ہے، اس میں تشبیہ نہیں ہے۔" جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ان صفات کو ثابت کرے جن کا ذکر آیات صریحہ اور احادیث صیحہ میں موجود ہے اور پھر اس طرح بیان کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کی جناب کے شایان شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی سے تمام عیوب و نقائص کی نفی کر دے تو وہ شخص راہ ہدایت پر گامزن ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی بات یہاں ختم ہو گئی۔

ایمان بالمالک کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو جمال کا اور دوسرا تفصیل کا۔ پس مومن کا اس بات پر ایمان ہو کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہیں، جنہیں اس نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے :

يَلْعَلُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (الانبیاء ۲۶/۲۸)

وہ اس کے معزز بندے ہیں، اس سے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہوگا، وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی بہت سے ڈرتے ہیں۔

فرشتوں کی بہت سی قسمیں ہیں، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو حاملین عرش الہی ہیں، کچھ جنت و جہنم کے داروغے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کی دلوئی بندوں کے اعمال کو محفوظ کرنے پر لگائی گئی ہے۔ اسی طرح ان فرشتوں پر ہمارا تفصیلی ایمان ہے جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نام لے کر فرمایا ہے مثلاً جبریل، میکائیل، مالک (داروغہ جہنم) اور اسرافیل جسے نفخہ صور پر مامور کیا گیا ہے۔ احادیث صیحہ میں بھی فرشتوں کا ذکر آیا ہے، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "فرشتوں کو نور سے، جنوں کو بھڑکتی ہوئی آگ سے اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جس کا تمہارے سامنے بیان کیا جا چکا ہے۔" (صحیح مسلم) اسی طرح کتابوں پر بھی لہجہ ایمان واجب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں تاکہ حق کو بیان کیا جاسکے اور اس کی طرف دعوت بھی دی جاسکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحج ۵۷/۲۵)

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور فرمایا :

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اختلفوا فيه (البقرة ۲/۲۱۳)

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ تعالیٰ نے (ان کی طرف) بشارت دینے اور ڈرانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے، ان کا ان میں فیصلہ کر دے۔

تفصیل کے ساتھ ہمارا ان کتابوں پر ایمان ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے، مثلاً تورات، انجیل، زبور، اور قرآن مجید جو ان سب سے افضل اور آخری، ان کی نگہبان اور تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔ تمام امت پر یہ واجب ہے کہ کتاب کی اتباع کرے اور اس کے احکام کو نافذ کرے۔ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ کی اتباع اور اس کا نفاذ بھی واجب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور ان پر اس قرآن مجید کو نازل فرمایا تاکہ آپ ان کے مابین اس کتاب کی روشنی میں فیصلے فرمائیں۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے سینوں کی بیماریوں کے لئے شفاء، ہر چیز کا بیان اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت بنا دیا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے :



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

وَمَا أَكْتَابَ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(الانعام ۱۰۰/۶)

اور یہ بابرکت بھی ہم نے ہماری ہے، پس تم اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے)

ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے مزید فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل ۸۹/۱۶)

اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے اور مسلمان کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

نیز فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(الاعراف ۱۵۸/۷)

اے محمد! (ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، تو اللہ پر، اس کے نبی امی پر، جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی اجمالی و تفصیلی ایمان لانا واجب ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف رسول کو بھیجا جو کہ بشارت سنانے والے، ڈرانے والے اور حق کی طرف دعوت دینے والے تھے۔ جن لوگوں نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت بھر لیکر کہا وہ سعادت کے ساتھ کامیاب و کامران ہو گئے اور جنہوں نے ان کی مخالفت کی ناکامی و ندامت ان کا مقدر ٹھہری۔ ہمارے نبی کریم حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، کے بعد تشریف لانے والے اور ان سب سے افضل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

(النحل ۱۶۱/۳۶)

اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بت پرستی سے اجتناب کرو۔ اور فرمایا:

رُسُلًا بُشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِّئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

(النساء ۱۶۵/۴)

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوش خبری سنانے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے۔

ارشاد ربانی ہے:



تَاكَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَفَاتِمَ الْبَيْنِينَ (الاحزاب ۴۰/۳۳)

محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

جن انبیاء کرام کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا یا جن کا رسول اللہ ﷺ سے نام ثابت ہے، ان پر ہمارا تفصیل و تعیین کے ساتھ ایمان ہے مثلاً نوح، ہود، صالح، ابراہیم اور دیگر انبیاء کرام صلی اللہ علیہم وعلیٰ آلہم واتباعہم۔ آخرت کے دن کے ساتھ ایمان میں ہر اس چیز کے ساتھ ایمان لانا شامل ہے جس کی مابعد الموت ہونے کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے۔ مثلاً قبر کا فتنہ، اس کا عذاب اور اس کی نعمتیں، قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور سختیاں، بل صراط، میزان، حساب کتاب، جزا، لوگوں کے سامنے ان کے اعمال ناموں کا پیش کیا جانا اور کچھ کا اپنے اعمال ناموں کو دانیں ہاتھ میں اور کچھ کا بائیں ہاتھ میں پکڑنا اور کچھ کا اپنی پشت کے پیچھے سے پکڑنا۔ اس میں یہ بھی داخل ہے کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے حوض اور جنت اور جہنم پر ایمان رکھیں اور اس بات پر بھی ہمارا ایمان ہو کہ مومنوں کو اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کا دیدار بھی نصیب ہوگا اور وہ ہم کلامی کے شرف سے بھی بہرہ ور ہوں گے۔ علاوہ ازیں وہ دیگر سب امور جن کا قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ میں ذکر ہے، ان سب پر ایمان لانا واجب ہے اور ان کی اس طرح تصدیق کرنا بھی واجب ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں بیان فرمایا ہے۔

ایمان بالقدر میں چار امور پر ایمان لانا شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ ماکان وما یكون "جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا" اپنے بندوں کے حالات، ان کے رزق، اجل، عمل اور دیگر تمام امور کو جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (التوبہ ۹/۱۱۵)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

نیز فرمایا:

لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق ۱۲/۶۵)

تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے

(۲) اللہ تعالیٰ نے ہر قضا و قدر کو اپنے پاس باقاعدہ لکھ رکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے:

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ (ق ۵۰/۴)

ان کے جسموں کو زمین جتنا (کھا کھا کر) کم کرتی جاتی ہے ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے

مزید ارشاد گرامی ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (یس ۱۱۲/۳۶)

اور ہر چیز کو ہم نے کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔



اور فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (الحج ۲۲/۴۰)

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ یہ (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے، بے شک یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی نافذ ہو کر رہنے والی مشیت پر ایمان رکھا جائے کہ جو وہ چاہے وہ ہو کر رہتا ہے، جو نہ چاہے وہ نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَفَاعِلٌ مَا يَشَاءُ (الحج ۲۲/۱۸)

بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور فرمایا:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (یس ۸۲/۳۶)

اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔

ایک اور فرمان:

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (التکویر ۲۹/۸۱)

اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہ جو اللہ رب العالمین چاہے۔

(۴) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہی تمام موجودات کو پیدا فرمایا ہے۔ اس کے سوانہ کوئی خالق ہے اور نہ رب، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (الزمر ۳۹/۶۲)

اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ عَلِمَ مَنْ خَالَقَ غَيْرَ اللَّهِ يَزُفُّكُمْ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَآتَى تَوْفِيقُونَ (فاطر ۳۵/۳۶)

لوگو! اللہ کے تم پر جو احسانات ہیں، ان کو یاد کیا کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ایسا خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بیکے پھرتے ہو؟

اہل سنت و الجماعت کے نزدیک ان چار امور پر ایمان لانا ایمان بالقدر میں شامل ہے، اگرچہ بعض اہل بدعت نے اس کا انکار کیا ہے۔

ایمان باللہ میں یہ عقیدہ رکھنا بھی شامل ہے کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے جس میں اطاعت الہی سے اضافہ ہوتا ہے اور اللہ کی معصیت و نافرمانی سے کسی وقع ہوتی ہے اور یہ جائز نہیں



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

کے شرک اور کفر کے سوا دیگر گناہوں مثلاً زنا، چوری، سود خوری، شراب نوشی اور والدین کی نافرمانی جیسے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر قرار دیا جائے بشرطیکہ وہ ان گناہوں کو حلال نہ سمجھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ یہ (جرم) نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا اور اس کے سوا جو گناہ وہ جس کو چاہے، معاف کر دے گا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جہنم سے نکال لے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

ایمان باللہ ہی میں یہ بھی داخل ہے کہ محبت اللہ ہی کی خاطر ہو اور بغض بھی اسی کی وجہ سے ہو (یعنی) اللہ ہی کی خاطر دوستی اور اسی کی وجہ سے دشمنی ہو۔ مومن کو چاہیے کہ وہ مومنوں سے محبت اور دوستی رکھے اور کافروں سے بغض اور دشمنی رکھے۔ اس امت کے مومنوں میں سرفیرست رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں، یہی وجہ ہے کہ اہل سنت ان سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرامؑ کے بعد صحابہ کرامؓ تمام لوگوں سے بہتر ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے "سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے ساتھ ملتے ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے ساتھ ملتے ہوں گے۔" (متفق علیہ)

اہل سنت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں، پھر حضرت عمر فاروقؓ، پھر حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین، ان کے بعد باقی عشرہ مبشرہ اور پھر باقی صحابہ افضل ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اہل سنت، مشاجرات صحابہ کے بارے میں توقف کرتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ان کے بارے میں مجتہد تھے، جن کا اجتہاد درست تھا انہیں دو گنا اجر و ثواب ملے گا اور جن کا اجتہاد درست نہ تھا انہیں ایک اجر و ثواب ملے گا۔ اہل سنت، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والے اہل بیت سے بھی محبت رکھتے ہیں، ان سے دوستی رکھتے ہیں اور ازواج مطہرات، امہات المؤمنین سے بھی ولاء کا رشتہ رکھتے، ان سب کے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رضا اور خوشنودی کے پھول برسائے۔

اہل سنت والجماعت ان رافضیوں سے اظہار برأت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے، انہیں دشنام دیتے اور اہل بیت کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں اور انہیں اس سے زیادہ مقام و مرتبہ پر فائز کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔ اہل سنت کا ان ناصبیوں سے بھی اظہار برأت ہے جو اہل بیت کو اپنے قول و عمل سے ایذا پہنچاتے ہیں۔

اس مختصر سے درس میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ اس عقیدہ صحیحہ میں داخل ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے، یہی اس فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

((لا تزال طائفة من امتی علی الحق منصورین لایضرہم من خذلہم حتی یتی امر اللہ سبحانہ)) (مسند احمد ۴۳۶/۳)

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر دائم رہے گا، اسے رسوا کرنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ سبحانہ کا امر آجائے گا۔"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ "یہودی اکثر فرقوں میں اور عیسائی بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، جن میں سے ایک کے سوا سب فرقے جہنم رسید ہوں گے۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! یہ فرقہ کون سا ہوگا؟" فرمایا "جو اس دین پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

یہ ہے وہ عقیدہ جسے اختیار کرنا، جس پر ثابت قدم رہنا اور اس کے مخالف عقیدہ سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

اس عقیدے سے منحرف ہونے اور اس کے مخالف رستے پر چلنے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ ہیں جو بتوں، پروبتوں، فرشتوں، ولیوں، جنوں، درختوں اور

پتھروں وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں۔ انہوں نے انبیاء کرام کی دعوت کو قبول نہیں بلکہ انبیاء کرام سے مخالفت و عناد کا رویہ رکھا جس طرح قریش اور کئی دیگر عربوں نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے رویہ رکھا تھا۔ یہ لوگ اپنے معبودان باطلہ سے یہ سوال کرتے کہ وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کریں، بیماروں کو شفا دیں، دشمنوں پر فتح عطا کریں، یہ لوگ ان کے نام پر فحش کرتے اور ان کی نذر نیاز بھی دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی ان باتوں کی تردید فرمائی اور حکم دیا کہ اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو تو انہوں نے اس بات کو بہت تعجب انگیز سمجھتے ہوئے انکار کر دیا اور کہا:

أَجْعَلُ الْإِلَٰهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا شَيْءٌ عَجَابٌ (ص ۳۸/۵)

”کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“

لیکن رسول اللہ ﷺ مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے رہے، شرک سے ڈراتے رہے اور اپنی دعوت کی حقیقت کو بیان فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو چاہا ہدایت سے سرفراز فرما دیا اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ لوگ اللہ کے اس دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ، آپ ﷺ کے پاکیزہ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؓ کی مسلسل دعوت اور طویل جہاد کی برکت سے اپنے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد حالات پھر بدل گئے، اکثر لوگوں پر جہالت کا غلبہ ہو گیا حتیٰ کہ اکثریت پھر سے دین جاہلیت کی طرف لوٹ گئی، لوگ انبیاء و اولیاء کے بارے میں غلو سے کام لینے لگے، انہیں پکارنے اور ان سے مدد مانگنے لگے اور اس طرح شرک کی کئی قسموں میں مبتلا ہو گئے اور انہیں نے ”لا الہ الا اللہ“ کے معنی کو نہ پہچانا جس طرح کفار عرب اس کا معنی پہچانتے تھے۔ فاللہ المستعان

تب سے لے کر اب تک جہالت کے غلبہ اور عہد نبوت سے دوری کے باعث یہ شرک لوگوں میں مسلسل پھیل رہا ہے۔

ان متاخرین کو بھی یہی شبہ لاحق ہوا ہے جو پہلے لوگوں کو لاحق ہوا تھا، یعنی یہ کہ:

بُولَاءٍ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۸/۱۰)

”یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“

اور:

نَاغِبُدُّهُمْ إِلَّا بِقُرْبَانٍ إِلَى اللَّهِ زُلْفَى (الزمر ۳۹/۳)

”ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔“

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو باطل قرار دیا اور واضح فرمایا ہے کہ جو بھی اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرے خواہ وہ کوئی بھی ہو تو وہ شرک اور کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ بُولَاءٍ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۸/۱۰)

”اور یہ (لوگ) اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دے سکتی ہیں اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ أَشْتَبُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس ۱۸/۱۰)

(اے پیغمبر!) ”آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک کرنے سے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ عارض فرمایا ہے کہ اس کے سوا انبیاء و اولیاء اور دیگر لوگوں کی عبادت شرک اکبر ہے، خواہ اس شرک کا ارتکاب کرنے والے اس کا کوئی نام رکھ لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ (الزمر ۳/۳۹)

”اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست (کارساز) بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں۔“

ان کی تردید کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ يَخْتَصُمُ يَوْمَئِذٍ فِي مَا تُعْمَلُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر ۳/۳۹)

”جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ان کا فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکر ہے، ہدایت نہیں دیتا۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ ان کا اس کے سوا کسی غیر کی عبادت کرنا، اس کو پکارنا، اس سے خوف کھانا، اس سے امید رکھنا اس کی ذات گرامی کے ساتھ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کی بھی تکذیب کی ہے کہ ان کے یہ معبودان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔

عقیدہ صحیحہ کے مخالف کفر یہ عقائد اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ عقائد کے خلاف یہ عقائد بھی ہیں جنہیں عصر حاضر کے ملحدین، مارکس اور لینن کے ملنے والوں نے اختیار کر رکھا ہے خواہ وہ ان کا نام سوشلزم رکھیں یا کمیونزم یا انہیں اشراکیت وغیرہ سے موسوم کریں۔ ان ملحدین کا اصول یہ ہے کہ اس دنیا کا کوئی معبود نہیں اور زندگی مادہ کا نام ہے۔ یہ لوگ آخرت، جنت، جہنم اور تمام ادیان کا انکار کرتے ہیں، جو بھی ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور ان کے افکار و نظریات کا جائزہ لے اسے یقینی طور پر یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ بلاشبہ ان کے یہ عقائد تمان آسمانی ادیان کے خلاف ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والوں کو دنیا و آخرت میں بدترین انجام سے دوچار کرنے والے ہیں۔

اسی طرح ان بعض باطنیہ اور بعض صوفیہ کے عقائد بھی حق کے خلاف ہیں جو کچھ اپنے اولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمہ گیر ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک اور کائنات کا نظام چلانے میں اس کے ساتھ تصرف و اختیار کے مالک ہیں۔ یہ لوگ اپنے ان اولیاء کو اقطاب، اوتاد اور اغواث جیسے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ شرک فی الربوبیت کی بدترین قسم ہے بلکہ یہ زمانہ جاہلیت کے شرک سے بھی بدترین ہے کیونکہ عرب شرک فی الربوبیت کے مرتکب نہ تھے بلکہ وہ تو شرک فی العبادت کرتے تھے اور وہ بھی صرف خوشحالی کی صورت میں اور جب کسی مصیبت میں پھنستے تو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے :

فَإِذَا كُفِرُوا فِي الظُّلُمَاتِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الدِّينِ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (العنکبوت ۲۹/۶۵)

”پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔“

زمانہ جاہلیت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے معترف تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے :

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَسْئَلُنَّ اللَّهَ (الزخرف ۸۷/۲۳)

”اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے!“ نیز فرمایا :



قُلْ مَنْ يَرْزُقُهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ الْأَمْرَ فَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (يونس ۱۰/۳۱)

(اے پیغمبر!) (ان سے) پوچھئے کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے، بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ! تو کہے کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اس آخری دور کے مشرکوں نے پہلے لوگوں کی نسبت دو اعتبار سے شرک میں اضافہ کیا ہے (۱) انہوں نے ربوبیت میں بھی شرک کیا اور (۲) فراخی و تنگدستی دونوں حالتوں میں شرک کیا جیسا کہ ان کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور جو کچھ یہ مصرعیں حسین اور بدوی وغیرہ کی قبر، عدن میں عیدروس کی قبر، یمن میں ہادی کی قبر، شام میں ابن عربی کی قبر، عراق میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر اور دیگر مشہور قبروں کے پاس جو کچھ یہ کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان قبروں کے بارے میں یہ لوگ بہت ہی غلو سے کام لیتے اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے حقوق میں انہیں تصرف و اختیار کا مالک سمجھتے ہیں۔

افسوس کم ہی ایسے لوگ ہیں جو ان کے شرک کی تردید کریں اور ان کے سامنے اس توحید کی حقیقت بیان کریں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے کے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ (البقرة ۲/۱۰۶)

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو رشد و ہدایت عطا فرمائے، ان میں بکثرت داعین ہدایت پیدا فرمائے اور مسلمانوں کے قائدین اور علماء کو اس شرک کے خلاف جنگ کر کے اسے نیست و نابود کر دینے کے اسباب و وسائل عطا فرمائے۔ اللہ سمیع قریب!

اسماء و صفات کے بارے میں صحیح عقیدہ کے خلاف اہل بدعت، جمیہ، معتزلہ اور نفی صفات میں ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا عقیدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو صفات کمال سے معطل قرار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو معدومات، حمادات اور مستحیلات کی صفات کے ساتھ موصوف قرار دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے بہت ہی بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

اشاعرہ نے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی نفی کی اور بعض کو تسلیم کیا حالانکہ ان کے لئے یہ لازم ہے کہ جن صفات کی انہوں نے نفی کی ہے ان کو بھی اسی طرح مانیں جس طرح دیگر صفات کو ملتے ہیں، لیکن انہوں نے سمعی اور عقلی دلائل کی مخالفت کی اور واضح اور بین تناقض کا شکار ہو گئے۔

ان گمراہ فرقوں کے برعکس اہل سنت و الجماعت اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو تسلیم کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے یا جن اسماء و صفات کمال کو اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس کے لئے ثابت کیا ہے۔ اہل سنت، اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ مشابہت سے اس طرح پاک قرار دیتے ہیں کہ اس میں تعطیل کا شائبہ نہ ہو۔ یہ کتاب و سنت کے دلائل کو اسی طرح ملتے ہیں جس طرح یہ ہیں، یعنی نہ ان میں تحریف کرتے ہیں اور نہ تعطیل، اس لئے یہ اس تناقض سے محفوظ ہیں جس میں دوسرے گمراہ فرقے مبتلا ہیں، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور یہی راہ نجات، دنیا و آخرت کی سعادت اور صراط مستقیم ہے جس پر اس امت کے سلف اور ائمہ کرام گامزن رہے۔

امت کے اس آخری دور کی اصلاح بھی صرف اسی چیز سے ہوگی جس سے اس امت کے پہلے دور کی اصلاح ہوئی اور یہ کہ کتاب و سنت کی پیروی کی جائے اور جو چیز ان کے مخالف ہو اسے ترک کر دیا جائے۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ سُبْحَانَهُ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِهِ وَرَسُولِهِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ

